علامہ احسان الٰہی ظہیر کی شہادت

خالد محمود اعظم آبادی

علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ اس طرح دنیا سے رخصت ہوئے کہ دنیا دیکھتی رہ گئی ایک دنیا کی دنیا لٹ گئی وہ صرف چھیالیس سال کے تھے لیکن چھیالیس برسوں میں صدیوں کا فاصلہ طے کر چکے تھے ان کی خطابت' ذہانت' فراست اور لیاقت نے انہیں وہاں پہنچا دیا تھا۔ جہاں پہنچنا ہر شخص کے بس کی بات نہیں۔ یہ اس کی دین ہے جسے چاہے پروردگار دے علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید کو ہم سے رخصت ہوئے پچیس برس گزر چکے ہیں مگر محسوس ایسے ہوتا ہے جیسے ابھی کل کی بات ہو۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ عالم اسلام کی عظیم متاع' پاکستان کے جواں سال سیاسی راہ نما' میدان خطابت کے یکتائے روزگار' تاریخ حق گوئی و بے باکی کی بے مثال شخصیت' قافلہ حریت و جہاد کے نڈر سپاہی اور شمع رسالتؐ کے کروڑوں پروانوں کے دلوں کی دھڑکن تھے۔ علامہ حافظ احسان الٰہی ظہیرؒ کو اسلام و دین کے دشمنوں نے 23 مارچ 1987ء کو مینار پاکستان کے سائے تلے سیرت النبیؐ کے جلسہ عام میں ریموٹ کنٹرول بم دھماکہ کر کے ہم سے جدا کرنے کی کوشش کی اس دھماکہ میں علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ شدید زخمی اور ان کے ساتھی قرآن و سنت کے شیدائی علامہ حبیب الرحمٰن یزدانی' مفکر اہل حدیث مولانا عبدالخالق قدوسی' AYF کے صدر محمد خان نجیب' شیخ محمد احسان' حافظ محمد عمران' سلیم پرنس' شیخ معراج دین' مرزا عبدالحفیظ' محمد عالم اور عبدالسلام شہید ہو گئے' جبکہ علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ کو پہلے پاکستان اور اس کے بعد 29 مارچ کو سعودی عرب کے خصوصی طیارے کے ذریعے علاج کیلئے سعودی عرب لیجایا گیا مگر 30 مارچ کی صبح کو ہی علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ کروڑوں چاہنے والوں کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے داغ مفارقت دے گئے انا للہ وانا الیہ راجعون نماز جنازہ سعودی عرب میں پڑھائی گئی اور جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ کی زندگی پہ نظر ڈورائے تو پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے ملک و قوم کی خاطر بڑی سے بڑی قربانی دینے سے بھی دریغ نہیں کیا علامہ مرحوم نے اپنی زندگی کے آخری چند سالوں میں اسلام کے ساتھ ساتھ جمہوریت کا پرچم بڑی جرات و بہادری و شجاعت اور جوانمردی سے تھاما ہوا تھا۔ علامہ مرحوم کی پکار اور للکار یہ تھی کہ جس تصور اسلام میں اسلام کے عطا کردہ جمہوری و سیاسی حقوق کا احترام نہیں' انہیں وہ تصور اسلام قابل قبول نہیں۔

جمہوری آزادیوں کے ساتھ ان کی وابستگی بہت زیادہ بڑھ گئی تھی اور مزید بڑھتی جارہی تھی انہوں نے تمام تقاریر اس کے تذکرہ ومطالبہ کیلئے وقف کر رکھی تھی علامہ مرحوم اپنے موقف کو برسرمبرو برسرمیدان اور پاکستان کے طول وعرض میں منعقد ہونے والے سیاسی ومذہبی جلسوں اور جلوسوں میں علی الاعلان پیش کرتے رہے۔

اللہ تعالیٰ نے علامہ شہید کو بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا۔ علامہ مرحوم ایک شعلہ بیان خطیب بالغ نظر سیاستدان، بلند پایہ صحافی، قائد، مفکر، مدبر، عالم، دانشور اور ادیب تھے آپ علمی وسیاسی دونوں میدانوں کے مرد جری تھے، اسلام کی خدمت اپنے لئے فرض عین سمجھتے تھے اور اسلام کی تبلیغ ان کی روح کی غذا تھی۔ اسلامی اقتدار کا احیاء ان کی زندگی کا مشن تھا جس کے لئے انہوں نے اپنی تمام کوششوں اور کاوشوں کو بروئے کار لایا۔ حق گوئی وبے باکی میں ان کا کوئی شریک نہ تھا۔ مسند ہمیشہ سچی بات کہنے میں ان کا کوئی ثانی نہیں تھا۔

جابر حکمرانوں کے سامنے کلمہ حق بلند کرنا علامہ مرحوم کا وطیرہ تھا۔

اپنے بھی خفا مجھ سے اور بیگانے بھی ناخوش
میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند؟

علامہ شہید نے اپنے تعلیمی میدان سے ہی عملی کردار شروع کر دیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے موصوف کو علم وفضل سے جس قدر مالا مال کیا اور نوازا تھا۔ آپؒ نے اپنی مختصر حیات صد مستعار میں اس کا حق ادا کر دیا تھا۔ انہوں نے ایک طرف قرآن وحدیث کی دعوت وتبلیغ اور سلفی افکار ونظریات کی ترویج واشاعت شروع کی، تو دوسری طرف علم وتحقیق کا کام شروع کیا ایک جانب جماعت اہل حدیث کی صفوں کی تنظیم وتعمیر کا بیڑا اٹھایا تو دوسری جانب باطل وگمراہ کن جماعتوں کو للکارا، قلم اٹھایا تو باطن پرستوں اور گمراہ کن نظریات کے داعیوں کے ایوانوں میں زلزلے آگئے، شخصیت پرستی، قبر پرستی، تقلیدی ذہن، قادیانیت، مرزائیت، بہائیت اور اسلام دشمن عقائد کے پردے چاک کئے کہ باطل کے پروردہ انگشت بدنداں رہ گئے کہ آخر ماجرا کیا ہے۔

عظیم ناقد وصحافی اور صف اول کے انشاء پرداز آغا شورش کاشمیری مرحوم نے اسیشہنشاہ خطابت ومرد جری کے بارہ میں لکھا ہے کہ علامہ احسان الٰہی ظہیر مدینہ یونیورسٹی سے فراغت کے بعد لاہور آگئے تو جمعیت اہل حدیث نے اپنی تاریخی مسجد چینیانوالی لاہور کی خطابت آپ کے سپرد کی، علامہ مرحوم ایک فاضل اجل نوجوان تھے انہیں عربی میں مہارت تامہ حاصل ہے آپ نے جماعت اہل حدیث کے ہفتہ وار اخبار کی ایڈیٹری کے فرائض بھی انجام دینا شروع کئے۔ اس کے بعد اپنا ماہنامہ ترجمان الحدیث نکالا اور اس

سے بری طرح قادیانیت کی خبر کی کہ اس کے ایوانوں میں کھلبلی مچ گئی علامہ مرحوم ایک شعلہ بیان خطیب' معجز رقم ادیب' بالغ نظر صحافی اور بہت سی زبانوں میں مہارت رکھنے کے باوجود دور رس نگاہ کے عالم علامہ احسان الٰہی ظہیر فن خطابت کی نزاکتوں سے کماحقہ واقف ہیں اور ایک بلند پایہ خطیب ہیں۔

تحریک ختم نبوت از شورش کاشمیری ص 171 بحوالہ الاسلام لاہور

یہ میں وہ الفاظ اس ناقد و مبصر' دانشور اور صحافی کے جس کی نوک قلم سے بڑے بڑے خوفزدہ اور حراساں رہتے تھے ان تمام خوبیوں کے باوصف علامہ ؒ کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ وہ کسی بھی جگہ رواداری وحدانیت سے کام نہ لیتے تھے اور یہ بات بانگ دہل اپنے پلیٹ فارم سے کہتے اور تقریر و تحریر بلکہ ہر جگہ سلفی عقیدہ اور اہل حدیث مسلک کی چھاپ بظاہر نظر آتی۔

علامہ مرحوم نے اپنی تمام تر صلاحیتیں اور تحریری و تقریری قوتیں جس عظیم مقصد اور تاریخی مشن کیا لئے صرف کیں اور اسی کی تکمیل کیلئے اپنے خون کا نذرانہ تک پیش کر دیا جس نے شہدائے بالاکوٹ کی یاد تازہ کر دی اور ثابت کر دیا کہ یہ تحریک زندہ و جاوداں ہے اسے نہ کوئی دبا سکا اور نہ دبا سکے گا اسی تحریک کی ثابت قدمی' جرات مند اور حیرت انگیز تاریخ بیان کرتے ہوئے جب فردوس بریں کی جانب رواں دواں ہوئے تو ان کی زبان پر یہ شعر تھا۔

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

اس شعر کے آخری الفاظ بے تیغ بھی زبان پر تھے کہ بس خاموش ہو گیا چمن بولتا ہوا

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید 23 مارچ 1987ء کو ہم سے رخصت ہو گئے لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں کو سسکتا چھوڑ گئے ان کی بے وقت موت سے نہ صرف پاکستان برصغیر کی جماعت اہل حدیث کا زبردست نقصان ہوا بلکہ اس سے عالمی تحریک اہلحدیث کو غیر معمولی دھچکا لگا اور پوری اسلامی دنیا ایک نڈر' بے باک' داعی اسلام سے محروم ہو گئی اللہ رب العزت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید سمیت دیگر شہدائے اسلام کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے (آمین)

اس سانحہ کو رونما ہوئے 25 سال کا طویل ترین عرصہ گذر چکا ہے مگر افسوس صد افسوس کہ آج تک اس سانحہ میں ملوث افراد کا تعین نہیں ہو سکا جو کہ ایک بہت بڑا المیہ ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون